بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ و علی ازواجہ و الہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

دُعا صرف اللہ ﷻ ہی سے

واحد "نا قابلِ معافی جُرم" کون سا ہے ؟ اللہ ﷻ اور اُسکے محبوب، ہمارے نہایت ہی شفیق آقا ، اِمامِ اعظم ، اِمامِ کائنات ، سید الاولین والاخرین ، اِمامُ الانبیاء و المرسلین، شفیع المذنبین ، رحمۃ للعالمین ، سیّدنا مُحمّد رسولُ اللہ ﷺ کی مبارک تعلیمات **وحی** (قرآن اور اسکی تفسیر یعنی صحیح احادیث) کی روشنی میں دُعا صرف اور صرف ایک اللہ ﷻ ہی سے کی جاسکتی ہے۔ اللہ ﷻ کے علاوہ کسی بھی دوسری ہستی سے دعا مانگنا خالصتاً **شرک** ہے اور اِس گناہ میں ملوث انسان اگر بغیر توبہ کے مرگیا تو بروزِ قیامت خود اللہ ﷻ بھی اِس گناہ کو ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔ اِسی **شرک** کے خطرے سے آگاہی کیلئے درج ذیل رقت انگیز قرآنی آیات اور صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں :

1 (18۔انبیاء کرام ؑ کا ذکرِ خیر ناموں کے ساتھ کر لینے کے بعد اِرشاد فرمایا) : ....وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ O [سورۃ الانعام : آیت نمبر 88]

ترجمہ آیت مبارکہ : " اور اگر (بالفرض) وہ حضرات (انبیاء کرام ؑ) بھی شرک کرتے تو اُن کے بھی تمام (نیک) اعمال برباد ہو جاتے۔"

2 وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ O [سورۃ الزمر : آیت نمبر 65]

ترجمہ آیت مبارکہ : " اور بے شک (اَے محبوب ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کی طرف بھی اور آپ ﷺ سے پہلے (انبیاء کرام ؑ) کی طرف بھی یہی وحی فرمائی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے اَعمال برباد ہو جائیں گے اور تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔"

3 اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا O [سورۃ النساء : آیت نمبر 116]

ترجمہ آیت مبارکہ : " بے شک اللہ ﷻ (اس گناہ کو تو) ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ کوئی اُسکے ساتھ (کسی قسم کا) شرک کرے (ہاں) اسکے علاوہ کے گناہ معاف کر دے گا جس کیلئے چاہے گا اور جو کوئی بھی اللہ ﷻ کے ساتھ شرک میں مبتلا ہوا تو بے شک وہ گمراہ ہوا (اور) گمراہی میں دور جا پڑا۔"

4 ....اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ O [سورۃ المائدۃ : آیت نمبر 72]

ترجمہ آیت مبارکہ : " بے شک جس کسی نے بھی اللہ ﷻ کے ساتھ (کسی قسم کا) شرک کیا تو بے شک اللہ ﷻ نے اَیسے شخص پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اُس کا ٹھکانہ (تو دوزخ کی) آگ ہے اور (وہاں اَیسے) ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔"

5 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ابوبکرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ اور پھر آپ ﷺ نے اِسی سوال کو 3 مرتبہ دُہرایا، تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور بتا دیجئے ! تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : اللہ ﷻ کے ساتھ کسی اور کو شریک بنانا........ !"

[صحیح بُخاری " کتاب الشھادات " حدیث نمبر 2654 ، صحیح مُسلم " کتاب الایمان " حدیث نمبر 259]

6 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: " اللہ ﷻ کے ہر نبی ؑ کو ایک مقبول دُعا ملتی ہے اور ہر نبی ؑ نے وہ دُعا مانگنے میں جلدی کی اور اِسی دنیا میں اَپنی اَپنی دُعا کر لی اور میں نے اَپنی دُعا اَپنی اُمت کیلئے سنبھال کر رکھ لی ہے اور قیامت کے دن میری وہ دُعا (شفاعت) ہر اُس شخص کو پہنچے گی جو اِس حال میں فوت ہوا کہ اُس نے اللہ ﷻ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیا ہوگا۔" [صحیح بُخاری " کتابُ الدعوات " حدیث نمبر 6304 ، صحیح مُسلم " کتابُ الایمان " حدیث نمبر 491]

7 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ابوذر غفاری ؓ اور سیدنا انس بن مالک ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا : اللہ ﷻ اِرشاد فرماتا ہے:" اَے ابنِ آدم ! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ کر کے آئے ، پھر تو اِس حال میں مجھ سے ملے کہ تو نے میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیا ہو تو میں اُسی قدر مغفرت و بخشش لے کر تجھ سے ملاقات کروں گا۔"

[صحیح مُسلم " کتابُ الذکر و الدُعاء " حدیث نمبر 6833 ، جامع ترمذی " کتابُ الدعوات " حدیث نمبر 3540]

8 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا معاذ بن جبل ؓ اور سیدنا ابوالدرداء ؓ روایت کرتے ہیں کہ میرے انتہائی مخلص دوست (رسولُ اللہ ﷺ) نے مجھے وصیت فرمائی : " اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا خواہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں یا تجھے آگ میں جلا دیا جائے۔" [سنن ابن ماجہ " کتاب الفتن " حدیث نمبر 4034 ، مسند احمد 22,128]

نوٹ : مندرجہ بالا آیات اور احادیث کو پڑھ لینے کے بعد کل 3 ۔ اہم ترین نتائج نکلتے ہیں جن کو موت سے پہلے پہلے جاننا کسی بھی انسان کی زندگی میں سب سے "اہم ترین معلومات" ہیں :

I **شرک** ہی وہ سنگین، خطرناک، بھیانک اور نا قابل معافی جرم ہے جو انسان کو ہمیشہ کے لئے "جنت" سے محروم کروا کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے "دوزخ" کا ایندھن بنا دے گا۔

II **شرک** کرنے والے کا بروزِ قیامت کوئی مددگار نہیں ہوگا حتیٰ کہ اِمامُ الانبیاء و المرسلین ، شفیع المذنبین ، سیّدنا مُحمّد رسولُ اللہ ﷺ بھی اُسکے کچھ کام نہ آسکیں گے۔

III جو بھی اِنسان اَپنے آپ کو ہر حال میں **شرک** سے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوگیا تو اُسکے باقی گناہ معاف ہونے کی اُمید اِس کائنات کے اکیلے مالک اللہ ﷻ نے خود دِلا دی ہے۔

”اِسلام“ میں ”دُعاء“ کی تعریف کیا ھے ؟

عربی ڈکشنری ” القاموس“ کے مطابق ”دُعا“ کا مطلب ہے: پُکارنا، بُلانا، اِلتجا کرنا، مانگنا، سوال کرنا، اورشریعتِ مُحمدیہ ﷺ کی اصطلاح میں ”دُعا“ کا مطلب ہے : ”ہرحال میں خواہ مُشکل ومصیبت ہو یا راحت وآسانی تو ”غائب میں صرف ایک اَللّٰہ ﷻ ہی کو پُکارنا“ یعنی اَللّٰہ ﷻ ہی سے مدد مانگنا، اور اَللّٰہ ﷻ ہی سے حاجت روائی اور مُشکل کشائی کیلئے درخواست وسوال کرنا۔“ چنانچہ اَللّٰہ ﷻ نے اَپنے محبوب ﷺ کی زبان مبارک سے یوں کہلوایا :

★ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ O [سورۃ البقرہ : آیت نمبر 186]

ترجمہ آیت مبارکہ : (اَے محبوب ﷺ !) اور جب آپ ﷺ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں، (تو آپ ﷺ فرمائیں :) یقیناً میں بالکل نزدیک ہوں، قبول کرتا ہوں پُکارنے والے کی پکار (دُعا) کو، جب وہ مجھے پکارتا ہے، پس اُنھیں بھی چاہیے کہ میرا حکم مانیں (میری عبادت کریں اور دُعا بھی مجھ ہی سے مانگیں) اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ کامیابی پا سکیں۔“

”دُعاء“ دراصل ”عبادت“ ھے اور صرف ”معبود“ سے ھی کی جاتی ھے

اِس ضمن میں چند آیات اور صحیح حدیث ملاحظہ فرمائیں :

1 (اَللّٰہ ﷻ ہم سے روزانہ 5-وقت کی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں یہ عظیم وعدہ لیتا ہے :) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ O [سورۃ الفاتحہ : آیت نمبر 4]

ترجمہ آیت مبارکہ : ”(اَے اَللّٰہ ﷻ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں (اور کریں گے) اور (اَے اَللّٰہ ﷻ) ہم تجھ ہی سے مدد (یعنی دُعا) مانگتے ہیں (اور دُعا مانگیں گے)۔“

نوٹ : ”نَعْبُدُ“ اور ”نَسْتَعِينُ“ دونوں ”فعلِ مضارع“ کے صیغے ہیں جو عربی زبان میں حال اور مستقبل دونوں کے معنی دیتے ہیں اس لئے بیک وقت دونوں معنی درست ہیں۔

نوٹ : اَللّٰہ ﷻ نے اِنسانوں کو جھنجھوڑتے ہوئے قرآن پاک میں سوالیہ انداز میں سمجھایا ہے کہ ”دُعا“ صرف معبودِ حقیقی یعنی اَللّٰہ ﷻ کے ساتھ ہی خاص ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :

2 أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ O [سورۃ النمل : آیت نمبر 63]

ترجمہ آیت مبارکہ : ” (ذرا بتاؤ تو) کون قبول کرتا ہے بے قرار کی فریاد کو جب وہ اُس (اَللّٰہ ﷻ) کو پُکارے، اور دور کرتا ہے تکلیف کو، اور تمھیں زمین میں خلیفہ بناتا ہے (اَگلوں کا) کیا اَللّٰہ ﷻ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے ؟ (مگر) تم (اِس حقیقت پر) کم ہی غور وفکر کرتے ہو !

3 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : ” اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ “ (ترجمہ : دُعا ”عبادت“ ہی تو ہے۔) اِسکے بعد آپ ﷺ نے اَپنی اِس بات کے ثبوت میں قرآن حکیم سے درج ذیل آیت مبارکہ بھی تلاوت فرمائی :

4 وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ O [سورۃ المومن : آیت نمبر 60]

ترجمہ آیت مبارکہ : ” اور تمہارے رَب ﷻ نے ارشاد فرما دیا ہے کہ مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا، بیشک جو لوگ میری عبادت (دُعا) سے تکبر کرتے ہیں، عنقریب وہ (بدبخت) ذلیل وخوار ہو کر دوزخ میں ڈال دیئے جائینگے۔“ [جامع ترمذی ” کتاب الدعوات “ حدیث نمبر 3372 ، سنن ابی داؤد ” کتاب الصلوۃ “ حدیث نمبر 1479]

نوٹ : مندرجہ بالا آیات اور صحیح حدیث پڑھ لینے کے بعد ”دُعا“ (یعنی غائب میں مدد کیلئے پُکارنے) سے متعلق 3-اہم ترین نتائج نکلتے ہیں :

I دُعا ”عبادت“ کی ایک اعلیٰ قسم ہونے کے باعث صرف اور صرف ایک اَللّٰہ ﷻ کی ہستی کے ساتھ ہی خاص ہے۔

II دُعا کو قبول کر کے تکلیف دور کر دینا صرف ”معبود“ کے ساتھ ہی خاص ہے اِس لئے اَللّٰہ ﷻ کے علاوہ کسی اور سے ”دُعا“ کرنا گویا اُسے ”معبود“ بنا لینے کے ہی مترادف ہے۔

III اَللّٰہ ﷻ کے علاوہ کسی بھی اور ہستی سے ”دُعا“ کرنے والا متکبر اِنسان **شرک** میں مبتلا ہونے کے باعث ذلیل وخوار ہو کر ”دوزخ“ میں ڈال دیا جائے گا۔

”مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ“ سے دُعا کرنا شرک ھے کیونکہ وہ نفع و نقصان کے مالک نھیں

اِس ضمن میں چند آیات اور صحیح حدیث ملاحظہ فرمائیں :

1 قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا O أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا O [سورۃ بنی اسرائیل : آیات نمبر 56 اور 57]

ترجمہ آیت مبارکہ : ”(اَے محبوب ﷺ !) آپ فرمائیں : (اَے لوگو !) اُس (اَللّٰہ ﷻ) کے علاوہ جن کے متعلق تمہیں بڑا زعم ہے، ذرا اُنکو پُکار کر دیکھ لو، نہ تو وہ تم سے تکلیف دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی تکلیف بدل دینے پر قادر ہیں۔ جن (ہستیوں) کو یہ پُکار رہے ہیں وہ تو خود اَپنے رب ﷻ کی بارگاہ میں وسیلہ (نیک اعمال کے ذریعے قُرب) کی جستجو میں رہتے ہیں کہ کون اُن میں سے اَپنے رب ﷻ کے زیادہ قریب ہوتا ہے، اور اُسکی رحمت کے اُمیدوار رہتے ہیں، اور اُسکے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں، بیشک تمہارے رب ﷻ کا عذاب ڈرنے کی ہی شے ہے۔“

نوٹ : مندرجہ بالا آیت میں اَللّٰہ ﷻ نے نہ صرف اَپنے نیک بندوں کو ”مِنْ دُوْنِه“ فرمایا بلکہ ساتھ ہی اُن نیک بندوں کے مشکل کُشا اور حاجت روا ہونے کی بھی 100% نفی فرما دی۔

2 مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ O قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ O [سورۃ المائدۃ : آیات نمبر 75 اور 76]

ترجمہ آیت مبارکہ : ” عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تو نہیں مگر ایک رسول ہی بیشک اُن سے پہلے بھی بہت رسول گزر رہے ہیں اور اُنکی ماں ایک سچی عورت تھیں، وہ دونوں (ماں بیٹا) کھانا کھاتے تھے (اِنسان ہی تو تھے) دیکھو ! ہم اَپنی آیات اُن کیلئے کیسے کھول کر بیان کرتے ہیں اور پھر اُن (مشرک عیسائیوں) کی طرف بھی دیکھو کہ کیسے اُلٹے پھرے جاتے ہیں۔ (اَے محبوب ﷺ !) آپ فرمائیں : کیا تم لوگ اَللّٰہ ﷻ کے علاوہ اُن (ماں بیٹا) کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے نقصان کا اِختیار رکھتے ہیں اور نہ ہی نفع کا۔ اور اَللّٰہ ﷻ ہی (ہر دُعا) سننے والا علم رکھنے والا ہے۔“

نوٹ : مندرجہ بالا آیت میں اَللّٰہ ﷻ نے نہ صرف عیسیٰ بن مریم ؑ اور اُنکی والدہ کو ''مِنْ دُوْنِ اللّٰہ'' فرمایا بلکہ اُنکے مُشکل کُشا اور حاجت روا ہونے کی بھی 100% نفی فرمادی۔

③ ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا عمر بن خطاب ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : '' میری شان کو اُس طرح مت بڑھا دینا جیسا کہ نصاریٰ (عیسائیوں) نے عیسیٰ بن مریم ؑ کو (تعریف میں مبالغہ کرتے ہوئے اُنھیں اُنکے مقام سے ہی) بڑھا دیا تھا، میں تو اُس کا بندہ ہوں، پس مجھے اَللّٰہ ﷻ کا بندہ اور اُس کا رسول ﷺ ہی کہنا۔''

[صحیح بُخاری '' کتاب الانبیاء '' حدیث نمبر 3445]

نوٹ : مندرجہ بالا حدیث کے تحت ہمیں رسولُ اللہ ﷺ کی گستاخی سے بچنے کیلئے '' نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہ'' کے خود ساختہ گستاخانہ عقیدے سے توبہ کر لینی چاہیے کیونکہ اَیسا عقیدہ عیسائیوں کے سیدنا عیسیٰ ؑ کو اَللّٰہ ﷻ کا بیٹا قرار دینے کے **شرک** سے مختلف نہیں، جبکہ نہ تو اَللّٰہ ﷻ سے کوئی نکلا ہے، اور نہ ہی اَللّٰہ ﷻ کسی سے نکلا ہے: [سورۃ الاخلاص آیت نمبر 3]

''عطائی ، غیرمُستقل بذات اور محدود'' کا فرق

اَللّٰہ ﷻ نے اِنسانوں کی چند صفات کو اَپنی صفاتِ کاملہ کا مظہر بنایا ہے مثلاً درج ذیل آیت میں بتائی گئی انسان کی صفات عطائی، غیر مستقل بذات، اور محدود ہیں اور اَللّٰہ ﷻ کی صفاتِ کاملہ سے مختلف ہیں اِسی لئے صرف ''سمیع'' اور'' بصیر'' کے الفاظ ایک جیسے ہونے سے'' **شرک** نہیں'' ہوگا :

① اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○ [سورۃ الدھر آیت نمبر 2]

ترجمہ آیت مبارکہ : '' بے شک ہم (اَللّٰہ ﷻ) نے ہی انسان کو ایک ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا تا کہ اس کو آزمائیں پس اِسے ''سمیع'' اور'' بصیر'' (یعنی سننے اور دیکھنے والا) بنادیا۔''

نوٹ : مگر جو صفاتِ کاملہ اَللّٰہ ﷻ نے اَپنے لئے خاص فرمائی ہیں مثلاً ❶ عبادت اور ❷ ''غائب میں مدد کیلئے پُکارنا'' یعنی دُعا تو اُن صفات کو عطائی، غیر مستقل بذات، اور محدود کا فرق رکھنے کے باوجود مخلوق میں ماننا خالصتاً **شرک** اور نا قابل معافی گناہ ہے ﴿ نعُوْذُ بِاللّٰہ ﷻ ﴾۔ اِس واضح حقیقت کو سمجھنے کیلئے مندرجہ ذیل صحیح حدیث ملاحظہ فرمائیں :

② ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں: ''ایک صحابی ؓ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ '' (ترجمہ: جو اَللّٰہ ﷻ چاہے اور جو آپ ﷺ چاہیں) آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : ''جَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ عَدْلًا بَلْ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ '' (ترجمہ: تو نے مجھے اَللّٰہ ﷻ کے برابر بنادیا بلکہ صرف یہ کہو کہ جو اکیلا اَللّٰہ ﷻ چاہے)۔''

[مُسند احمد: حدیث نمبر 3247 ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 347]

نوٹ : اِس حدیث پہ تھوڑا سا غور کرنے سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اُس صحابی ؓ نے یقیناً رسولُ اللہ ﷺ کو ''عطائی اِختیار کا مالک اور غیر مستقل بذات کا عقیدہ'' رکھ کر ہی تو '' مَا شَاءَ اللّٰہُ وَ مَا شِئْتَ '' کہا تھا مگر آپ ﷺ نے اُسے **شرک** قرار دیا اور اُس صحابی ؓ کی اِصلاح فرمائی۔ ہماری آنکھیں کھولنے کیلئے یہی ایک مثال ہی کافی ہے۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ﴾

اولیاء اللہ کو ''بِاِذْنِ اللّٰہِ'' پُکارنے کا مسئلہ

اَللّٰہ ﷻ کے محبوب ﷺ نے اَپنی بھولی بھالی اُمت کو **شرک** سے 100% پاک عقیدہ کی یوں تعلیم فرمائی ہے :

✪ ترجمہ صحیح حدیث : سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں : '' جب آسمان پر بادلوں کی صورت میں بارش کے آثار ظاہر ہوتے تو رسولُ اللہ ﷺ کا رنگ تبدیل ہو جایا کرتا آپ ﷺ کبھی گھر سے باہر آتے کبھی اندر جاتے، کبھی آگے جاتے کبھی پیچھے ہٹتے، اور جب بارش شروع ہو جاتی تو پھر کہیں جا کر آپ ﷺ سے خوف کے آثار زائل ہوتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو بارش کی اُمید سے خوش ہوتے ہیں جبکہ آپ ﷺ پریشان ہو جاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' اَے عائشہ ! اِس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اِن بادلوں میں عذاب نہیں ہوگا جیسا کہ ''قومِ عادؑ'' نے جب (انجانے میں) ''عذاب'' کو بادل کی صورت میں اَپنے میدانوں کے سامنے آتے دیکھا تو (خوشی سے) کہنے لگے : ''یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا '' (لیکن بادلوں سے آگ نکلی اور وہ ہلاک ہو گئے)۔ آپ ﷺ جب کبھی بادل دیکھتے تو اَللّٰہ ﷻ کے حضور عرض کرتے : '' اَے اَللّٰہ ﷻ ! اِسے رحمت بنادے۔''

[صحیح بخاری '' کتاب التفسیر '' حدیث نمبر 4551 ، صحیح مُسلم '' کتاب الاستسقاء '' حدیث نمبر 2085]

نوٹ : اَللّٰہ ﷻ کی طرف بارش برسانے کی ڈیوٹی سیدنا میکائیل ؑ کے پاس ہے اور وہ فرشتوں کے رسول اور زندہ بھی ہیں اِسکے باوجود رسولُ اللہ ﷺ نے کبھی بھی سیدنا میکائیل ؑ کو مدد کیلئے نہیں پُکارا، تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ فوت شدگان سے ''بِاِذْنِ اللّٰہِ'' مدد مانگنے کا حکم دیں۔ رسولُ اللہ ﷺ نے اَپنی اُمت کو بارش مانگنے کے لئے کبھی یہ کلمات نہیں سکھائے : '' اَے میری اُمت کے لوگو ! تم لوگ بارش کیلئے سیدنا میکائیل ؑ کو ''عطائی اختیار کا مالک سمجھ کر'' یا پھر ''غیر مستقل بذات کا عقیدہ رکھتے ہوئے'' صبح و شام بار بار یوں پُکارا کرو :

❶ ﴿المدد یا میکائیل !﴾ ، ❷ ﴿یا میکائیل ! نظرِ کرم فرمائیں﴾ ، ❸ ﴿یا میکائیل ! ہم پر بارش نازل فرمائیں﴾---------- ﴿ نعُوْذُ بِاللّٰہ ﷻ ﴾

سیدنا مُحمد رسولُ اللّٰہ ﷺ نے اِن شرکیہ کلمات کی بجائے ''صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاء'' یعنی بارش کیلئے نماز کے ذریعے اَللّٰہ ﷻ کی طرف رجوع کرنے کی تلقین فرمائی کیونکہ فرشتوں کے ڈیوٹی پر معمور ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم فرشتوں کو پُکارنا شروع کر دیں کیونکہ فرشتوں کو ''غائب میں مدد کیلئے پُکارنا'' خالصتاً **شرک** اور نا قابلِ معافی گناہ ہے۔ ﴿ نعُوْذُ بِاللّٰہ ﷻ ﴾

✪ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ [سورۃ الاحقاف : آیات نمبر 5 اور 6]

ترجمہ آیت مبارکہ : ''اور اُس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا ؟ جو اللہ ﷻ کو چھوڑ کر ایسوں کو (دُعا کے لئے) پُکارتا ہے جو قیامت تک اُسکی پُکار نہ سُن سکیں، بلکہ اُسکے پُکارنے سے بے خبر ہوں۔ اور جب (قیامت میں) لوگوں کو جمع کیا جائے تو وہ ہستیاں اُسکی دشمن ہوجائیں اور اُسکی عبادت (پُکار) سے صاف انکار کرجائیں۔''

اللہ ﷻ کے فرمان پر رسولُ اللہ ﷺ کے سُنّت اَذکار

اللہ ﷻ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے رسولُ اللہ ﷺ کے مبارک اُسوۂ حسنہ کی جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں :

1 وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○ [سورۃ الانعام : آیت نمبر 17]

ترجمہ آیت مبارکہ : ''اور (اَے بندے) اگر اللہ ﷻ تجھے کسی تکلیف میں ڈال دے تو اُس تکلیف کو دور کرنے والا کوئی نہیں مگر وہی (اللہ ﷻ)، اور (اَے بندے) اگر وہ (اللہ ﷻ) تجھ کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو وہ (اللہ ﷻ) ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔''

2 ترجمہ صحیح حدیث : '' سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ جب بھی رسولُ اللہ ﷺ فرض نماز سے فارغ ہوتے تو ان الفاظ کا ذکر فرمایا کرتے : '' اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ '' (ترجمہ : اَے اللہ ﷻ جو تو عطا فرمانا چاہے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روک لے اُسے کوئی عطا نہیں کرسکتا اور کسی کی دولت و منصب اُسے تیرے عذاب سے نہیں بچاسکتی)۔'' [صحیح بُخاری " کتاب الاذان " حدیث نمبر 844 ، صحیح مُسلم " کتاب الصلوۃ " حدیث نمبر 1342]

3 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں کہ جب کبھی بھی رسولُ اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف و پریشانی پہنچتی تو آپ ﷺ کا تکیہ کلام یہی ہوا کرتا تھا : '' يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ '' (ترجمہ : اَے خود سے زندہ ، ہر شے کو تھامنے والے ، میں تیری رحمت کے ساتھ تیری مدد کا سوال کرتا ہوں)۔''

[المستدرک للحاکم " کتاب الدعا " حدیث نمبر 1875 ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 689]

رسولُ اللہ ﷺ کا صحابہ کرام ؓ کی تربیت فرمانا

اللہ ﷻ کے محبوب سیدنا مُحمّد رسولُ اللہ ﷺ کی تربیت فرمانے کی جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں :

1 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی : '' تم اَپنے لئے نفع بخش شے کے حصول کی خاطر محنت اور کوشش کرو (ظاہری اَسباب اِختیار کرو) '' وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ '' (ترجمہ : اور پھر اللہ ﷻ سے مدد مانگو) اور کاہلی اور سستی نہ کرنا (پھر) اگر تجھے کوئی نقصان پہنچے تو اَیسے مت کہنا کہ میں (اِسطرح) کرلیتا تو اَیسے اَیسے ہوجاتا بلکہ یہی کہنا کہ جو اللہ ﷻ نے مقدر کیا اور جو اُس نے چاہا کیا کیونکہ ''اگر مگر'' شیطان کے عمل کھول دیتا ہے۔'' [صحیح مُسلم " کتاب القدر " حدیث نمبر 6774]

2 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے کہ ایک دن میں رسولُ اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے (نصیحت کرتے ہوئے) اِرشاد فرمایا : '' اَے بیٹے ! تو اللہ ﷻ کے احکام کی حفاظت کر اللہ ﷻ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ ﷻ کے حقوق کا خیال رکھ تو اُسے اپنے سامنے پائے گا۔ '' اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ '' (ترجمہ : اور جب تو سوال کرے تو صرف اللہ ﷻ سے کرنا اور جب تو مدد طلب کرے تو صرف اللہ ﷻ ہی سے مدد طلب کرنا) اور جان لے کہ اگر پوری اُمت بھی جمع ہوکر تجھے کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکے گی مگر جو اللہ ﷻ چاہے۔ اور اگر پوری اُمت بھی جمع ہوکر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکے گی مگر جو اللہ ﷻ چاہے قلم اُٹھ گئے اور صحیفے خشک ہوگئے۔'' [**نوٹ** : اِمام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو ''حسن صحیح'' کہا ہے] ، [جامع ترمذی " کتاب صفۃ القیامۃ " حدیث نمبر 2516]

نوٹ : قربان جائیں صحابہ کرام ؓ کی ''خوش عقیدگی'' پہ کہ رسولُ اللہ ﷺ کی واضح نصیحتیں سننے کے بعد آج کے ''گستاخ علماء'' اور عوام کی طرح درج ذیل سوالات ہرگز نہیں پوچھے:

I یا رَسُولَ اللہ ﷺ ! ہم پانی میں ڈوب رہے ہوں تو کسی اِنسان کو اَپنی مدد کیلئے بلانا کیا **شرک** ہے ؟ II ہم بھوکے ہوں تو اَپنی ماں سے روٹی اور سالن مانگنا کیا **شرک** ہے ؟

III یا رَسُولَ اللہ ﷺ ! ہم مجبور ہوں تو کسی اِنسان سے قرض مانگنا کیا **شرک** ہے ؟ IV اَپنا وزن اُٹھانا ہو تو کسی آدمی کو اَپنی مدد کیلئے بلانا کیا **شرک** ہے ؟ ﴿ نَعُوْذُ بِاللّٰہ ﷻ ﴾

نوٹ : صحابہ کرام ؓ نے اَیسے گستاخانہ سوالات نہیں کئے کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ رسولُ اللہ ﷺ کی یہ واضح نصیحتیں ''غائب میں مدد کیلئے پُکارنے'' یعنی دُعا سے متعلق ہیں۔

صحابہ کرام ؓ کی خوش عقیدگی کی مثالیں

اللہ ﷻ کے محبوب سیدنا مُحمّد رسولُ اللہ ﷺ کی تربیت فرمانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ رسولُ اللہ ﷺ کی

دنیاوی زندگی کے دوران بھی صحابہ کرام ؓ نے ''غائب میں مدد کیلئے'' یعنی دُعا کیلئے نہ تو رسول اللہ ﷺ کو پُکارا اور نہ ہی کسی فرشتے کو پُکارا بلکہ وہ تو صرف اَللّٰہ ﷻ کو ہی پُکارتے تھے :

1 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں : ''رسولُ اللہ ﷺ نے جاسوسی کیلئے (10 آدمیوں کی) ایک جماعت روانہ کی اور اُن پر عاصم بن ثابت انصاری ؓ کو امیر مقرر فرمایا جب وہ عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان پہنچے تو ''بنو لحیان'' نے 100 تیر اندازوں کا لشکر روانہ کیا جو اُنکی کھوج لگاتا ہوا وہاں پہنچا اور اُن پر تیر برسانا شروع کئے۔ اِس پر سیدنا عاصم بن ثابت انصاری ؓ نے عرض کی : '' اَللّٰھُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِیَّكَ ﷺ '' (ترجمہ : اَے اَللّٰہ ﷻ ہمارے حال کی خبر ہمارے نبی ﷺ کو فرما دے) پھر وہ 7 لوگ شہید کر دیئے گئے اور باقی 3 کو قید کر لیا اور اُن میں سے بھی 2 شہید کر دیئے گئے.........'' [صحیح بُخاری '' کتاب المغازی'' حدیث نمبر 4086]

2 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا انس بن مالک ؓ روایت کرتے ہیں : ''رسولُ اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ بھیجیں جو ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم دیں تو آپ ﷺ نے 70 انصاریوں کو اُن کے ساتھ روانہ کیا جن کو '' قُرَّاء '' کہا جاتا تھا........ اُن لوگوں نے 70 انصاریوں کو منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی شہید کر دیا تو اُن حضرات نے مرتے دم یوں دُعا کی : '' اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاكَ فَرَضِیْنَا عَنْكَ وَرَضِیْتَ عَنَّا '' (ترجمہ : اَے اَللّٰہ ﷻ ہمارے متعلق ہمارے نبی ﷺ کو اطلاع فرما دے کہ ہم تجھ سے ملاقات کر چکے ہیں ہم تجھ سے راضی اور تو ہم سے راضی)....... جبرائیل ؑ نے نبی ﷺ کو خبر دی تو نبی ﷺ نے اَپنے اصحاب ؓ کو اِرشاد فرمایا : تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے اور اُنھوں نے یہ دُعا کی : '' اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاكَ ...... '' [صحیح مُسلم '' کتاب الامارۃ '' حدیث نمبر 4917]

نوٹ : صحابہ کرام ؓ نے رسولُ اللہ ﷺ کی دُنیاوی زندگی میں بھی آپ ﷺ کو ''غائب میں مدد کیلئے نہیں پُکارا'' بلکہ اَللّٰہ ﷻ سے دُعا کر کے آپ ﷺ تک اَپنے حال کی خبر پہنچائی۔ کیونکہ صحابہ کرام ؓ بخوبی جانتے تھے کہ اَللّٰہ ﷻ کے علاوہ کسی بھی دوسری ہستی کو ''غائب میں مدد کیلئے پُکارنا'' خالصتاً **شرک** اور نا قابلِ معافی گناہ ہے.... ﴿ نَعُوْذُ بِاللّٰہ ﷻ ﴾

اللہ ﷻ کی مَدد کا ذریعہ : ''نیک اعمال''

اَللّٰہ ﷻ کی مدد حاصل کرنے کا ایک بہترین ''ذریعہ اور وسیلہ'' نیک اعمال بھی ہیں چنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

1 یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ [سورۃ البقرہ : آیت نمبر 153]

ترجمہ آیت مبارکہ : '' اَے ایمان والو ! (اَللّٰہ ﷻ کی) مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ ، بے شک اَللّٰہ ﷻ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

نوٹ : اِس آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم یہ نعرے لگانا شروع کر دیں : I ﴿ **المدد یا صبر ! کرم فرما** ﴾ ، II ﴿ **المدد یا نماز ! رحم فرما** ﴾ .. ﴿ نَعُوْذُ بِاللّٰہ ﷻ ﴾ بلکہ آیت کے آخری حصے سے ظاہر ہے کہ ''صبر'' والوں کو اَللّٰہ ﷻ کی مدد نصیب ہوتی ہے جبکہ ''نماز'' تو سب سے زیادہ اَللّٰہ ﷻ کے قرب اور جنت کا ذریعہ ہے چنانچہ :

2 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ثوبان ؓ نے رسولُ اللہ ﷺ سے 3۔بار پوچھا کہ مجھے وہ کام بتایئے جو اَللّٰہ ﷻ کو سب سے زیادہ پسند ہو اور مجھے جنت میں لے جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا : ''تم سجدے بہت زیادہ ادا کیا کرو کہ ہر سجدہ سے اَللّٰہ ﷻ تیرا ایک درجہ بلند اور تیرا ایک گناہ معاف کرے گا۔'' [صحیح مُسلم '' کتاب الصلوۃ '' حدیث نمبر 1093]

3 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ربیعہ بن کعب ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسولُ اللہ ﷺ کے پاس رہا کرتا اور آپ ﷺ کے پاس وضو کا پانی اور حاجت کا پانی لایا کرتا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : '' مانگ کیا مانگتا ہے۔'' میں نے عرض کیا میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : ''اور کچھ۔'' میں نے عرض کیا بس یہی کافی ہے آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : '' اچھا تو پھر کثرتِ سجود (یعنی نفلی نمازوں کے ذریعے) سے میری مدد کر۔'' [صحیح مُسلم '' کتاب الصلوۃ '' حدیث نمبر 1094]

4 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : '' اَللّٰہ ﷻ فرماتا ہے : جو اِنسان میرے کسی ولی کے ساتھ دشمنی رکھے تو میرا اُس کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ اور میرا بندہ میرا قرب اُس سے زیادہ کسی چیز سے حاصل نہیں کرتا کہ جو میں نے اُس پر فرض کر رکھی ہیں۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے حتیٰ کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اُسکا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے ، میں اُسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے ، میں اُسکا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے ، میں اُسکا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو میں اُسے عطا کر دیتا ہوں۔ اور اگر وہ (کسی دشمن کے مقابلہ پہ میری مدد طلب کرتے ہوئے) میری پناہ طلب کرتا ہے تو میں اُسے اَپنی پناہ دے دیتا ہوں۔'' [صحیح بخاری '' کتاب الرقاق '' حدیث نمبر 6502]

نوٹ : اِس حدیث کی یہ تفسیر بیان کرنا کہ اَللّٰہ ﷻ اُس نیک اِنسان کے ''اعضاء'' بن جاتا ہے یا وہ بندہ ''خدائی صفات'' کا حامل بن جاتا ہے ''فرقہ حلولیہ'' کا باطل عقیدہ ہے اور یہ خالصتاً **شرک** اور نا قابلِ معافی گناہ ہے۔ اِس صحیح حدیث کے آخری حصہ نے اِس ''چور دروازے'' کو بند کر دیا ہے کیونکہ وہ بندہ خود بھی بدستور اَللّٰہ ﷻ کا محتاج رہتا ہے بلکہ اَپنے دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے بھی اَللّٰہ ﷻ کی ہی پناہ طلب کرتا ہے۔ لہٰذا اِس حدیث میں ''اُسکا کان بن جاتا ہوں ، اُسکی آنکھ بن جاتا ہوں ، اُسکا ہاتھ بن جاتا ہوں ، اُسکا پاؤں بن جاتا ہوں'' سے مُراد صرف اور صرف یہ ہے کہ اُس نیک بندے کے اَللّٰہ ﷻ کی فرمانبرداری میں لگنے کے باعث ''اُسکے اعضاء گناہوں سے محفوظ'' ہو جاتے ہیں اور اُسکی اوّلین ترجیح اَللّٰہ ﷻ کی ذات بن جاتی ہے۔

جیسا کہ خود ہمارے اِمامِ اعظم ، اِمامُ الانبیاء و المرسلین ، شفیع المذنبین ، رحمۃ للعالمین ، **سیّدنا مُحمد رسول اللہ** ﷺ کے بارے میں اَللّٰہ ﷻ نے اِرشاد فرمایا :

5 قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ [سورۃ الانعام : آیت نمبر 162]

ترجمہ آیت مبارکہ : ''(اَے محبوب ﷺ) ! آپ فرماؤ بے شک میری نماز ، اور میری قربانی ، اور میرا جینا ، اور میرا مرنا اَللّٰہ ﷻ ہی کے لئے ہے ، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔''

اللہ ﷻ کی مَدد کا ذریعہ : "فرشتے" اللہ ﷻ نے اَپنے محبوب ﷺ کی خدمت پہ فرشتوں کو معمور فرمایا تھا مگر آپ ﷺ نے کبھی بھی فرشتوں کو نہیں پکارا چنانچہ :

1 ....فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ O [سورۃ التحریم ۔ آیت نمبر 4]

ترجمہ آیت مبارکہ : '' پس اُنکا (یعنی رسولُ اللہ ﷺ کا) مددگار اللہ ﷻ ہے اور جبرائیل علیہ السلام اور مومنین اور اُسکے فرشتے بھی اُنکے مددگار ہیں۔''

نوٹ : اس آیت میں اللہ ﷻ نے اَپنے علاوہ جبرائیل علیہ السلام، مومنین اور فرشتوں کو بھی رسولُ اللہ ﷺ کا مددگار کہا تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اُس وقت یہ نعرے لگائے جاتے تھے :

I ﴿نظرِ کرم یا جبرائیل !﴾ ، II ﴿المدد یا ابوبکر و عمر !﴾ ، III ﴿یا شُھدائے بدر و اُحد ! میری مدد فرمائیں﴾ ---------- ﴿نَعُوْذُ باللہ ﷻ﴾

بلکہ ایک عام فہم اِنسان بھی ایسا بے ہودہ نتیجہ ہرگز نہیں نکالے گا۔ آیت سے واضح مراد یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے رسولُ اللہ ﷺ کو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عطا فرمائے اور آپ ﷺ کی خدمت پہ فرشتوں کو بھی معمور فرمایا تھا۔ مگر ''غائب میں مدد کیلئے پُکارنا'' صرف اللہ ﷻ کے ساتھ ہی خاص ہے چنانچہ اِسی ''تشریح'' کے ثبوت میں درج ذیل 2 - آیات ملاحظہ فرمائیں :

2 وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ O [سورۃ الانفال ۔ آیت نمبر 62]

ترجمہ آیت مبارکہ : '' اور (اَے محبوب ﷺ) اگر وہ (منافقین) آپکو دھوکہ دینا چاہیں تو اللہ ﷻ آپ کیلئے کافی ہے۔ وہی ہے جس نے آپکی مدد کی اپنے سے اور مومنین کے ذریعے۔''

3 إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ O [سورۃ الانفال : آیت نمبر 9]

ترجمہ آیت مبارکہ : '' اور (اَے محبوب ﷺ) جب آپ اَپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے آپکی سن لی (فرمایا کہ) میں آپکی مدد کرنے والا ہوں 1000 فرشتوں کی قطار سے۔''

4 ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اس بات کی تصدیق فرمائی: ''جو کوئی (مسلمان) رات کو سونے سے پہلے'' آیتُ الکُرسی'' پڑھ لے تو پوری رات (اللہ ﷻ کیطرف سے) اُسکی حفاظت کیلئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے اور شیطان صبح تک اُسکے پاس نہیں آسکتا۔'' [صحیح بُخاری '' کتاب الوکالۃ '' حدیث نمبر 2311]

نوٹ : اللہ ﷻ نے اُمت محمدیہ ﷺ کی حفاظت پہ بھی اَپنے فرشتوں کو معمور فرما رکھا ہے مگر ''اُن فرشتوں کو پُکارنا'' خالصتاً **شرک** اور نا قابلِ معافی گناہ ہے ﴿نَعُوْذُ باللہ ﷻ﴾

اللہ ﷻ کی مَدد کا ذریعہ : "ظاھری اَسباب اور اِنسان" اللہ ﷻ نے اس دُنیا کے نظام کو اِمتحاناً ظاہری اسباب وغیرہ کے ساتھ جوڑ رکھا ہے: مثلاً سورج کو دنیا میں زندگی کی بقا کا، پانی کو پیاس مٹانے کا، کھانے کو بھوک مٹانے کا، ذریعہ بنایا، اور دین کو دُنیا میں پھیلانے کا ذریعہ اَپنے بندوں کو بنایا ہے، چنانچہ اسی ضمن میں چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

1 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ O [سورۃ محمّد : آیت نمبر 7]

ترجمہ آیت مبارکہ : '' اے ایمان والو اگر تم اللہ ﷻ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ ﷻ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم بھی جما دے گا۔''

2 ....قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ............ O [سورۃ آل عمران : آیت نمبر 52]

ترجمہ آیت مبارکہ : '' پوچھا (عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے) کون ہے میرا مددگار اللہ ﷻ کی طرف ؟ اُنکے ساتھی بولے ہم اللہ ﷻ (کے دین) کے مددگار ہیں۔''

3 ....وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ............ O [سورۃ المائدۃ ۔ آیت نمبر 2]

ترجمہ آیت مبارکہ : '' (اَے ایمان والو) مدد کرو (ایک دوسرے کی) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں اور مت مدد کرو (ایک دوسرے کی) گناہ اور زیادتی کے کاموں میں۔''

نوٹ : مندرجہ بالا آیات پڑھنے کے بعد ''غائب میں مدد کیلئے پُکارنے'' یعنی دُعا کرنے سے متعلق 2 - اہم ترین نتائج نکلتے ہیں :

I ''ظاہری اَسباب'' اِختیار کرنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اُن اَسباب کو یوں پُکارا جائے : **﴿المدد یا سُورج !﴾ ، ﴿المدد یا پانی !﴾** ------ ﴿نَعُوْذُ باللہ ﷻ﴾

II ''ظاہری اَسباب'' سے مدد لینا درست ہے مگر اللہ ﷻ کے علاوہ کسی بھی ہستی سے ''غائب میں مدد مانگنا'' خالصتاً **شرک** اور نا قابلِ معافی گناہ ہے ! ---- ﴿نَعُوْذُ باللہ ﷻ﴾

اللہ ﷻ کی مدد کا ذریعہ : "مُعجزات" اللہ ﷻ نے اَپنے محبوب سیّدنا مُحمّد رسولُ اللہ ﷺ کے ذریعے ''ہزاروں معجزات'' کا ظہور فرمایا مثلاً :

1 نبی ﷺ کی دُعا کی برکت سے شقُ القمر (چاند دو ٹکڑے) ہوا: [صحیح بُخاری '' کتابُ التفسیر '' حدیث نمبر 4868 ، صحیح مُسلم '' کتاب صفۃ القیامۃ '' حدیث نمبر 7071]

2 نبی ﷺ کی دُعا سے بالکل عین اُسی وقت بارش ہوگئی: [صحیح بُخاری '' کتابُ الاستسقاء '' حدیث نمبر 1013 ، صحیح مُسلم '' کتاب صلاۃ الاستسقاء '' حدیث نمبر 2078]

3 نبی ﷺ کی دُعا سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو قوت حافظہ نصیب ہوگئی: [صحیح بُخاری '' کتاب العلم '' حدیث نمبر 119 ، صحیح مسلم '' کتاب الفضائل '' حدیث نمبر 6397]

4 نبی ﷺ کے ہاتھ مبارک پھیرنے کی برکت سے سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی اُسی وقت بالکل صحیح ہوگئی: [صحیح بُخاری '' کتاب المغازی '' حدیث نمبر 4039]

5 نبی ﷺ کے ہاتھ مبارک کی اُنگلیوں سے پانی کا چشمہ نکلا تو 1500 صحابہ کرام نے پیا، وضو بھی کیا اور محفوظ بھی کرلیا: [صحیح بُخاری '' کتابُ المغازی '' حدیث نمبر 4152]

6 نبی ﷺ کی شفاعت سے میدانِ محشر میں گناہ گاروں کی نجات ہوگی: [صحیح بُخاری '' کتاب التفسیر '' حدیث نمبر 4712 ، صحیح مُسلم '' کتابُ الایمان '' حدیث نمبر 480]

"حیاتُ النبی ﷺ کا مسئلہ" اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ ''برزخی زندگی'' سیّدنا مُحمّد رسولُ اللہ ﷺ کو حاصل ہے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے خود اپنی آنکھوں سے رسولُ اللہ ﷺ کی دنیاوی زندگی میں ہزاروں حسّی معجزات دیکھے تھے، آپ ﷺ کی وفات کے بعد کبھی یہ جرات نہیں کی کہ

7

’’برزخی زندگی‘‘ کو آپ ﷺ کی ’’دنیاوی زندگی‘‘ پہ قیاس کرتے ہوئے آپ ﷺ کی ’’قبر مبارک‘‘ پہ جاکر کوئی معجزہ طلب کریں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایسی حرکت کرنا گستاخی ہے چنانچہ :

✪ ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا انس بن مالک ؓ روایت کرتے ہیں : ’’سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے زمانہ میں جب لوگ قحط سالی کا شکار ہوجاتے تو آپ ؓ سیدنا عباس بن عبدالمطلب ؓ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے اور یوں عرض کرتے : اے اللہ ﷻ بے شک پہلے پہل ہم اپنے نبی ﷺ کو تیری بارگاہ میں وسیلہ کے طور پہ پیش کرتے تھے اور (اُنکی دُعا کی برکت سے) تو ہم پہ بارش برسادیا کرتا تھا۔ (آپ ﷺ کی وفات کے بعد) اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کے چچا کو وسیلہ کے طور پر لے کر آئے ہیں۔ پس (اُنکی دُعا کی برکت سے) ہم پر بارش نازل فرما۔ (سیدنا انس ؓ فرماتے ہیں) پس یوں اُن پر بارش برس پڑتی۔‘‘ [صحیح بُخاری ’’کتابُ الا ستسقاء‘‘ حدیث نمبر 1010]

نوٹ : سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے رسولُ اللہ ﷺ کی اعلیٰ ترین ’’برزخی زندگی‘‘ کے باوجود آپ ﷺ سے قبر مبارک پہ جاکر’’ دُعا نہیں کی‘‘ کیونکہ اللہ ﷻ کے علاوہ کسی بھی اور ہستی سے دُعا کرنا (یعنی غائب میں مدد مانگنا) خالصتاً **شرک** اور نا قابلِ معافی گناہ ہے ﴿ نَعُوْذُ بِاللّٰه ﷻ ﴾۔ مزید یہ کہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے رسولُ اللہ ﷺ کی قبر مبارک پہ جاکر آپ ﷺ سے ’’وسیلہ کے طور پر‘‘ دُعا نہیں کروائی بلکہ رسولُ اللہ ﷺ کے چچا کو وسیلہ کے طور پر لاکر اُن سے دُعا کروائی اور یوں اپنے عمل سے اُمتِ مُحمدیہ ﷺ کو عقیدہ سمجھا دیا کہ ’’صحیح وسیلہ شخصی‘‘ کسی بزرگ کی قبر مبارک پہ جاکر اُن سے مانگنا یا دُعا کروانا ہرگز نہیں ہے بلکہ ’’دنیا میں موجود‘‘ نیک زندہ آدمی سے دُعا کروانا ہے اور اِس بات پر کسی کا بھی اِختلاف نہیں ہے۔ ﴿اَلحَمدُ لِلّٰهِ﴾

صرف ’’صحیح اَحادیث‘‘ ھی کیوں ضروری ھیں ؟

اللہ ﷻ کے محبوب ﷺ نے پہلے ہی سے اپنی اُمت کو من گھڑت اور ضعیف سند والی اَحادیث کے فتنوں سے آگاہ فرمادیا تھا چنانچہ تیسری صدی ہجری کے مشہور محدث امیر المُسلمین فی الحدیث امام ابوالحسین مُسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ (المتوفی. 261 ھ) نے اپنے شہرہ آفاق مجموعہ احادیث ’’صحیح مُسلم‘‘ کے مقدمہ میں اپنی کتاب تصنیف کرنے کی بنیادی وجہ کثرت سے ضعیف ومنکر روایات کی موجودگی ہی بتائی ہے اور تقریباً 100 احادیث وروایات اِس بات کی دلیل پر بیان کی ہیں کہ حدیث کا ’’صحیح ہونا‘‘ کیوں ضروری ہے۔ من گھڑت اور ضعیف سند والی اَحادیث کے شیطانی فتنوں سے بچنے کیلئے صرف ایک مرتبہ خود بھی ’’صحیح مُسلم کا مقدمہ‘‘ ضرور ملاحظہ فرمائیں :

❶ ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا علی ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : ’’ مجھ پر جھوٹ مت باندھو (یعنی جھوٹی اَحادیث مت بیان کرو) جس کسی نے بھی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا (جھوٹی حدیث بیان کی) تو بے شک اُس شخص کا مقام دوزخ میں بنے گا۔‘‘ [صحیح مُسلم ’’المُقدمۃ‘‘ حدیث نمبر 1]

❷ ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ’’کسی بھی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو (تحقیق کئے بغیر کہ وہ بات، یا حکایت، یا واقعہ، یا حدیث سچ ہے کہ جھوٹ) آگے (لوگوں میں) بیان کردے۔‘‘ [صحیح مُسلم ’’المُقدمۃ‘‘ حدیث نمبر 8]

❸ ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:’’ آخری دور میں فریب کار جھوٹے لوگ ہوں گے، وہ تمہارے پاس اَیسی احادیث لائیں گے جو نہ تم نے اور نہ ہی تمہارے آباؤ اجداد نے سُنی ہونگی، پس خود کو اُن سے دور رکھنا کہیں وہ تمہیں گمراہی اور فتنے میں مبتلا نہ کردیں۔‘‘ [صحیح مُسلم ’’المُقدمۃ‘‘ حدیث نمبر 16]

❹ ترجمہ صحیح حدیث : سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں: ’’ بعض اوقات شیطان کسی مجمع میں انسانی شکل میں آکر حدیث بیان کرتا ہے اور جب مجمع چھٹ جاتا ہے تو کوئی کہتا ہے کہ یہاں ایک شخص آیا تھا جس نے یہ حدیث بیان کی اُسکی شکل تو یاد ہے لیکن اُسکا نام و پتہ معلوم نہیں ہے اور وہ ’’شیطان‘‘ ہوتا ہے۔‘‘ [صحیح مُسلم ’’المُقدمۃ‘‘ حدیث نمبر 17]

’’صحیح اَحادیث‘‘ کی 8 - بہترین کتابیں

(الحمد للہ ﷻ ! محدثین کرام رحمہم اللہ نے احادیث کی سندوں میں بڑی محنت سے چھان بین کر کے نہ صرف ضعیف اور من گھڑت سندوں والی احادیث کی نشاندہی کردی بلکہ الگ سے ’’صحیح احادیث کے مجموعے‘‘ بھی جمع فرمائے چنانچہ برصغیر پاک وہند میں ’’اھلِسُنّت‘‘ کا دعویٰ کرنے والے تینوں مسالک:

Ⅰ بریلوی، Ⅱ دیوبندی، اور Ⅲ سلفی (اہلِ حدیث) کے مشترکہ بزرگ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی. 1176ھ) نے حُجَّةُ اللّٰهِ البَالِغَة میں 8- بہترین کتابوں کا ذکر کیا :

نمبر شمار :	❶	❷	❸	❹	❺	❻	❼	❽
کتابیں :	صحیح بُخاری	صحیح مُسلم	جامع ترمذی	سُنن ابی داؤد	سُنن نسائی	سُنن ابن ماجه	الموطا لِلمالک	مُسندِ احمد
کُل احادیث :	7,397	7,563	3,956	5,274	5,761	4,341	1,720	27,647

’’صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم‘‘ کا بُلند ترین مقام

مندرجہ بالا 8 کتابوں میں سے پہلی 6 کو ’’صحاحِ ستہ‘‘ بھی کہا جاتا ہے اور پھر اُن میں سے بھی پہلے 2 مجموعوں: صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کو ’’صحیحین‘‘ کہا جاتا ہے کیونکہ اِنکی 100% اَحادیث صحیح ہیں جبکہ باقی 6 کتابوں میں قریباً 80% احادیث صحیح جبکہ کچھ ضعیف سندوں والی اَحادیث بھی موجود ہیں۔ ’’صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم‘‘ کے متعلق شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ 1176ھ) لکھتے ہیں: ’’صحیحین کے متعلق محدثین کا اتفاق ہے کہ اِن میں جتنی متصل الاسناد مرفوع احادیث ہیں وہ سب قطعی الصحت ہیں اور ’’بلا شبہ صحیح‘‘ ہیں۔ صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم دونوں کتب اِنکے مصنفین تک تواتر کے ساتھ منقول ہیں اور کسی کو بھی اِس سے اختلاف نہیں اور علماء کرام کا قول ہے کہ جو کوئی بھی اِن کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے وہ اہلِ بدعت میں سے ہے اور اَیسے شخص کا راستہ مسلمانوں کا راستہ نہیں ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ’’صحیحین‘‘ کا باقی کتب سے مقابلہ کرو تو یہ حقیقت تم پر خود کھل جائے گی اور صاف نظر آجائے گا کہ ’’صحیحین‘‘ اور باقی کتب اَحادیث میں مشرق اور مغرب کا فرق ہے۔‘‘ [حُجَّۃُ اللّٰہِ البَالِغَۃ (مترجم) : حصہ اوّل ، صفحہ نمبر 451]

’’کلمہ گو مُسلمان‘‘ بھی شِرک کی آفت میں پھنس سکتا ھے

اَللّٰہ ﷻ نے ’’واحد نا قابلِ معافی جُرم‘‘ **شرک** کے متعلق واضح طور فرمایا:

1. اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ O [سورۃ الانعام : آیت نمبر 82]

ترجمہ آیت مبارکہ: ’’جو لوگ ایمان لائے اور اَپنے ایمان کیساتھ ظلم کو نہیں ملایا تو اُنھی لوگوں کے لیے اَمن ہے اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔‘‘

2. ترجمہ صحیح حدیث: سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کا بیان ہے کہ اِس آیت مبارکہ کے نزول پر ہم نے پریشان ہو کر رسولُ اللہ ﷺ سے پوچھا: وہ کون ہے جو ظلم سے بچا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اِس سے مراد عام ظلم نہیں بلکہ **شرک** ہے۔‘‘ [صحیح بُخاری ’’کتابُ التفسیر‘‘ حدیث نمبر 4629 ، صحیح مُسلم ’’کتابُ الایمان‘‘ حدیث نمبر 327]

نوٹ: رسولُ اللہ ﷺ کی تشریح نے بالکل واضح کر دیا کہ ایک کلمہ گو مسلمان بھی اَپنے ایمان کیساتھ **شرک** کی آمیزش کر سکتا ہے، البتہ اُمت کا ’’ایک گروہ‘‘ اِس آفت سے محفوظ رہے گا۔

3. ترجمہ صحیح حدیث: رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ’’جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اُس کی نمازِ جنازہ میں 40 اَیسے لوگ شامل ہوں جو اَللّٰہ ﷻ کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوں تو اَللّٰہ ﷻ اُس مرنے والے کے حق میں اُن لوگوں کی سفارش قبول فرما لیتا ہے۔‘‘ [صحیح مُسلم ’’کتابُ الجنائز‘‘ حدیث نمبر 2198]

نوٹ: اَب تو سارے ہی شیطانی وسوسے ختم ہو گئے کیونکہ جنازہ تو صرف مسلمان ہی پڑھتے ہیں۔ لہٰذا جنازہ پڑھنے والا کلمہ گو مسلمان بھی **شرک** میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ ﴿ نَعُوْذُ بِاللّٰہ ﷻ ﴾

اُمتِ مُحمّدیہ ﷺ کا صرف ’’ایک گروہ‘‘ ھی شِرک سے محفوظ رھے گا

اَللّٰہ ﷻ کے محبوب ﷺ کی 5- صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں:

1. ترجمہ صحیح حدیث: رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ’’مجھے تمہارے متعلق اِس بات کا ڈر نہیں کہ تم (پوری اُمت ہی) میرے بعد شرک کرنے لگو گے، البتہ مجھے ڈر ہے کہ تم ایک دوسرے کے مقابلے میں دنیا میں رغبت کرو گے۔‘‘ [صحیح بُخاری ’’کتابُ الجنائز‘‘ حدیث نمبر 1344 ، صحیح مُسلم ’’کتابُ الفضائل‘‘ حدیث نمبر 5976]

نوٹ: **اہلِسُنّت** کہلوانے والے تینوں مسالک: (I) بریلوی، (II) دیوبندی، اور (III) سلفی (اہلِ حدیث) کے مشترکہ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (المتوفیٰ 852ھ) اِسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ’’اِس سے مراد یہ ہے کہ اُمت مجموعی طور پر شرک میں مبتلا نہیں ہوگی ورنہ اُمت مسلمہ میں سے بعض کی طرف سے **شرک** واقعہ ہوا ہے۔‘‘ [فتحُ الباری : جلد 3 صفحہ 211]
بلکہ خود تینوں مسالک اِس بات پر متفق ہیں کہ مسلمانوں کے مشہور فرقے: ’’حلولیہ‘‘ اور ’’روافض‘‘ 100% **شرک** میں مبتلا ہیں البتہ پوری **اُمت مُحمّدیہ** ﷺ گمراہ نہیں ہوگی چنانچہ:

2. ترجمہ صحیح حدیث: نبی ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ’’بیشک میری اُمت (مجموعی طور پہ) گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔‘‘ [المُستدرک لِلحاکم ’’کتابُ العلم‘‘ حدیث نمبر 399]

3. ترجمہ صحیح حدیث: نبی ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ’’72 (فرقے) دوزخ میں جائینگے اور ایک جنت میں جائیگا۔‘‘ [سُنن ابی داؤد ’’کتابُ السنۃ‘‘ حدیث نمبر 4597]

4. ترجمہ صحیح حدیث: نبی ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ’’بے شک بنی اسرائیل 72 فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری اُمت 73 فرقوں میں تقسیم ہوگی ’’ایک ملت‘‘ کے سوا باقی سب جہنم میں ہونگے‘‘ پوچھا گیا وہ ملت کونسی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ‘‘ (جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں) [جامع ترمذی ’’کتاب الایمان‘‘ حدیث نمبر 2641]

نوٹ: نبی ﷺ کے زمانے میں وہ ’’ایک ملت‘‘ صحابہ کرام ؓ پر مشتمل تھی اور پھر مسلسل قیامت تک اِسی منہج پر صرف نبی ﷺ کو اَپنا ’’اِمام‘‘ مانتے ہوئے ’’ایک گروہ‘‘ حق پر قائم رہے گا:

5. ترجمہ صحیح حدیث: رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ’’میری اُمت کا ’’ایک گروہ‘‘ ہمیشہ حق پر رہے گا، وہ غالب ہی رہیں گے، اور کوئی بھی مخالفت کرنے والا اُن کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اَللّٰہ ﷻ کا حکم (قیامت) آجائے گا۔‘‘ [صحیح بُخاری ’’کتابُ الاعتصام‘‘ حدیث نمبر 7312 ، صحیح مُسلم ’’کتابُ الامارۃ‘‘ حدیث نمبر 4955]

آخری وَصیّت

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اَپنی وفات سے 3- ماہ پہلے حجۃ الوداع کے موقعہ پر وصیت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

★ ترجمہ صحیح حدیث: ’’بے شک میں اپنے بعد تم میں دو اَیسی عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر اُنھیں مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے: (I) اَللّٰہ ﷻ کی کتاب اور
(II) اُسکے رسول ﷺ کی سُنّت (جو صحیح احادیث سے ماخوذ ہو)۔‘‘ [الموطا لِلمالک ’’کتابُ القدر‘‘ حدیث نمبر 1628 ، المستدرک لِلحاکم ’’کتابُ العلم‘‘ حدیث نمبر 318]

نوٹ: اَللّٰہ ﷻ نے علماء اور درویشوں کی تعلیمات کی بجائے اَپنی **وحی** (قرآن اور اُسکی تفسیر یعنی صحیح احادیث) کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے: [سورۃُ الحجر: آیت نمبر 9]

نوٹ: ’’اِجماعِ اُمت‘‘ کو حُجت ماننا دراَصل قرآن و صحیح احادیث کا حکم ماننے میں ہی داخل ہے: [النساء : 115] ۔ [المُستدرک لِلحاکم ’’کتابُ العلم‘‘ حدیث نمبر 399]

اگر قرآن و سنت اور اِجماعِ اُمت کی مخالفت نہ آئے تو جدید مسائل کے حل کیلئے ’’قیاس یا اجتھاد‘‘ کرنا جائز ہے: [المُصنف لابن ابی شیبۃ ’’کتابُ البیوع‘‘ حدیث نمبر 22,990]